آج وہ، کل ہماری باری ہے!

پوری دنیا پر بلاشرکتِ غیرے حکمرانی کے نشے میں بدمست امریکہ نے ظلم وزیادتی، جبر وتسلط اور غصب ونہب کے ہر حربے کو اپنے لیے جائز قرار دے رکھا ہے۔ ''نیو ورلڈ آرڈر'' یہی ہے کہ دنیا امریکہ کے سامنے گھٹنے ٹیک دے اور کامل اطاعت قبول کرتے ہوئے، اپنے تمام وسائل بھی اُس کے سپرد کردے۔ جو ملک اس سے انکار کرے گا، اُسے بزورِ قوت امریکی غلامی کے شکنجے میں جکڑ دیا جائے گا۔ کسی بھی ملک کی طرف سے اپنی آزادی اور خود مختاری کے لیے مزاحمت کو دہشت گردی قرار دے کر اس کے خلاف ہر ظلم روا رکھا جائے گا۔ حتیٰ کہ اُس ملک پر ہر صورت میں مکمل قبضہ کر کے نشانِ عبرت بنا دیا جائے گا۔

افغانستان پر امریکی قبضے کے بعد عراق کی باری آئی اور عراق میں امریکی مشن کی تکمیل کے بعد شام اور ایران کو دھمکیاں ملنی شروع ہوئیں۔ ان سے کہا گیا کہ ''وہ ٹھیک ہو جائیں'' یعنی امریکی اطاعت قبول کرلیں۔ ورنہ انہیں بھی افغانستان اور عراق کی طرح سبق سکھایا جائے گا۔ امریکہ نے کسی بھی ملک کے خلاف جارحانہ کارروائی کے لیے القاعدہ کی سرپرستی کا مستقل الزام گھڑا ہوا ہے۔ وہ جب چاہے اور جس پر چاہے یہ الزام عائد کرکے، اس کے خلاف جنگی کارروائی کرسکتا ہے۔ دنیا کے ملکوں کی حکومتیں گرانا اور بنانا امریکہ کا مشغلہ بن چکا ہے اور اس تفریح کے لیے وہ ہر قیمت ادا کرنے کے لیے تیار ہے۔

''واشنگٹن پوسٹ'' کی رپورٹ کے مطابق گزشتہ دنوں ایران اور امریکہ کے درمیان جاری خفیہ مذاکرات ناکام ہو گئے اور امریکہ نے ایران کے ساتھ رابطے منقطع کر لیے۔ امریکی وزیر دفاع رمزفیلڈ کی قیادت میں پینٹاگون نے اس منصوبے پر غور شروع کر دیا ہے کہ خاتمی حکومت کو کس طرح گرایا جائے اور وہاں افغانستان وعراق کی طرح امریکی حکومت قائم کردی جائے۔

اقوام متحدہ اور اس کی سلامتی کونسل، دنیا کے سب سے بڑے آئینی ادارے ہیں مگر امریکہ نے اُن کو بھی اپنا مطیع و فرماں بردار بنا کر بے وقعت، بے اختیار اور بے آبرو کر دیا ہے۔ سلامتی کونسل نے پہلے عراق پر بلا جواز حملے کو ناجائز قرار دیا پھر کیمیائی ہتھیار رکھنے کے الزام کی تحقیق وتفتیش کے لیے اپنی ٹیم بھیجی۔ ٹیم نے اپنی رپورٹ میں عراق کو بری کر دیا اور پھر امریکہ نے حملہ کر کے عراق پر قبضہ کرلیا اور اب سلامتی کونسل کے حالیہ اجلاس میں پندرہ میں سے چودہ ممالک نے عراق پر امریکی قبضہ و تسلط اور ''تعمیرنو'' کو جائز قرار دے دیا۔ واشنگٹن پوسٹ کی حالیہ رپورٹ کے مطابق اب ایران کی باری ہے اور بش حکومت، انٹرنیشنل اٹامک انرجی ایجنسی پر دباؤ بڑھا رہی ہے کہ ایران کی ایٹمی سرگرمیوں بارے اگلے ماہ منفی رپورٹ دے۔ اُدھر اسرائیل سے امریکہ نے پابندیاں ہٹالی ہیں اور وہ بھارت کو خطرناک ہتھیار فروخت کر رہا ہے۔ اِدھر پاک بھارت دوستی کا نیا باب رقم

کرنے کی تیاریاں شروع ہیں۔ بھارتی وزیر اعظم واجپائی اپنے ایٹمی پروگرام اور مسئلہ کشمیر پر اپنے مؤقف کے حوالے سے کسی بھی دباؤ کو قبول کرنے سے علانیہ انکار کر رہے ہیں اور پاکستانی وزیر اطلاعات شیخ رشید احمد تحفظات کی یقین دہانی پر ہتھیار تلف کرنے کا عندیہ دے رہے ہیں۔ جبکہ عراق کی طرح ایک امریکی انسپکشن ٹیم پاکستان کے ایٹمی پروگرام اور ایٹمی ہتھیاروں کے حوالے سے پاکستان کا ایک مختصر تفتیشی و تحقیقی دورہ بھی کر چکی ہے۔

شیخ رشید احمد تو اپنے ایک بیان میں یہاں تک کہہ چکے ہیں کہ ''مسئلہ کشمیر کا جو حل عوام کے ذہنوں میں ہے' معاملہ اس کے بالکل اُلٹ ہوگا''۔ وزیر اعظم آزاد کشمیر سکندر حیات ''چناب فارمولا'' کی حمایت پر کمربستہ ہیں۔ وزیر اعظم پاکستان جمالی نے ''دوردرشن'' کو دیئے گئے اپنے ایک انٹرویو میں کہا ہے کہ ''انڈیا اور پاکستان کو ایک مضبوط بلاک بننے کی کوشش کرنی چاہیے۔'' مسٹر ایڈوانی پاک بھارت کنفیڈریشن کی تجویز دے رہے ہیں۔ ہماری نگاہ میں یہ سارا عالمی سیاسی کھیل امریکی نیوورلڈ آرڈر کے تحت ہی کھیلا جا رہا ہے۔ برصغیر کا جغرافیہ ایک مرتبہ پھر بدلنے کی سازش ہو رہی ہے۔ امریکی منصوبہ ساز ایران کے ساتھ ساتھ پاکستان کی باری بھی مقرر کر چکے ہیں۔ کشمیر کے تین ٹکڑے کرنے کے بعد پاکستان کے ایٹمی پروگرام کو رول بیک کرنا اور ایٹمی ہتھیار تلف کر کے پاک بھارت کنفیڈریشن کی شکل میں ''اکھنڈ بھارت'' کا منصوبہ مکمل کرنا امریکی ایجنڈا ہے۔

ان حالات میں ہمارے حکمرانوں اور سیاست دانوں کو سوچنا ہوگا کہ وہ تاریخ میں اپنا نام کس حیثیت میں رقم کروانا چاہتے ہیں۔ وطن عزیز' نام نہاد جمہوریت کی بحالی کے باوجود سخت بحرانوں کی زد میں ہے۔ سیاسی، معاشی اور دفاعی لحاظ سے سخت امتحان میں ہے۔ قیام پاکستان کے مقاصد اور اس کے لیے دی گئی عظیم قربانیاں اس بات کا تقاضا کرتی ہیں کہ وطن عزیز کو بحرانوں کے اس بھنور سے بہرصورت نکالا جائے۔ ہمارے گرد و پیش ہمسایہ ممالک میں امریکی مداخلت اس خطرہ کا الارم ہے کہ پاکستان کا گھیرا تنگ اور گھیراؤ مضبوط کیا جا رہا ہے۔ اب یہ حکمرانوں کے سوچنے کی بات ہے کہ وہ گھیرا توڑ کر زندہ رہنا چاہتے ہیں یا گھیراؤ میں گھٹ کر مرنا چاہتے ہیں۔ عوام بے چارے تو کالانعام اور بے بس ہیں جنہیں پچپن برسوں سے ہانکا جا رہا ہے۔ انہیں شش جہات سے اتنا زد و کوب اور پریشان کیا گیا ہے کہ ان مسائل کے حوالے سے اُن میں سوچنے کی ہمت ہے' نہ کچھ کرنے کی قوت۔ وہ تو اپنی معاشی چکی میں پس رہے ہیں اور معاشی حیوان کی طرح روزگار کی ریڑھی میں جُتے ہوئے ہیں۔ حکمرانوں اور سیاست دانوں نے اپنے جرائم اور کرتوتوں کو چھپانے کے لیے منظم منصوبہ کے تحت عوام کو معاشی ریڑھی میں جوت دیا ہے حکمران فیصلہ کریں کہ وہ بھی اپنی باری پر امریکی ریڑھی میں جُت کر زندگی کی سانسیں پوری کرنا چاہتے ہیں۔ یا تاریخ میں عزت کا مقام حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ افغانی مسلمان تو آج بھی مزاحمت کر رہے ہیں، عراق میں بھی ہلکی پھلکی مزاحمت شروع ہے۔ امریکی مظالم کی یہ سیاہ رات ہمیشہ نہیں رہے گی۔ مہذب قومیں زندہ رہنے کے لیے استقامت اور مزاحمت ہی اختیار کرتی ہیں ہمیں بھی سوچنا اور فیصلہ کرنا ہوگا، کیونکہ...... ع

آج وہ ' کل ہماری باری ہے